فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۵۵)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

(سوال): کیا عورت اذان کہہ سکتی ہے؟

(جواب): عورتوں پر اذان نہیں ہے، اذان صرف مردوں کا وظیفہ ہے، البتہ عورت اذان کا جواب دے گی۔

(سوال): نماز جنازہ کی نیت کی، مگر یہ معلوم نہ تھا کہ دو جنازے ہیں، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): نماز جنازہ درست ہے، نماز جنازہ میں صرف اتنی نیت کافی ہے کہ وہ جنازہ کی نماز پڑھنے لگا ہے، میتوں کی تعداد کا علم ہونا ضروری نہیں۔

(سوال): امام نماز تراویح پڑھا رہا تھا، مقتدی عشاء کی نیت سے جماعت میں شامل ہوا، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): کوئی حرج نہیں، امام اور مقتدی کی نیت مختلف ہو سکتی ہے، امام نفل پڑھا رہا ہو، تو مقتدی فرض پڑھ سکتا ہے۔ متنفل کی اقتدا میں مفترض کی نماز بلاشبہ جائز ہے۔ اس بارے میں صحیح احادیث وارد ہوئی ہیں، فہم سلف بھی اسی کا مؤید ہے۔

① سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

كَانَ مُعَاذٌ يُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ يَأْتِي فَيَؤُمُّ قَوْمَهُ، فَصَلّٰى لَيْلَةً مَّعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

الْعِشَاءَ، ثُمَّ أَتٰى قَوْمَهٗ فَأَمَّهُمْ، فَافْتَتَحَ بِسُورَةِ الْبَقَرَةِ، فَانْحَرَفَ رَجُلٌ فَسَلَّمَ، ثُمَّ صَلّٰى وَحْدَهٗ وَانْصَرَفَ، فَقَالُوا لَهٗ : أَنَافَقْتَ يَا فُلَانُ؟ قَالَ : لَا وَاللّٰهِ، وَلَآتِيَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَأُخْبِرَنَّهٗ، فَأَتٰى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّا أَصْحَابُ نَوَاضِحَ نَعْمَلُ بِالنَّهَارِ، وَإِنَّ مُعَاذًا صَلّٰى مَعَكَ الْعِشَاءَ، ثُمَّ أَتٰى فَافْتَتَحَ بِسُورَةِ الْبَقَرَةِ، فَأَقْبَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى مُعَاذٍ، فَقَالَ : «يَا مُعَاذُ أَفَتَّانٌ أَنْتَ؟ اقْرَأْ بِكَذَا وَاقْرَأْ بِكَذَا» .

''سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں نماز ادا کرتے، پھر آ کر اپنی قوم کی امامت فرماتے۔ایک رات انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں عشا کی نماز ادا کی اور اپنی قوم کو آ کر یہی نماز پڑھائی اور سورت بقرہ کی قرأت شروع کر دی۔ ایک آدمی نماز توڑ کر پیچھے پلٹا اور اکیلے اپنی نماز ادا کر کے چلا گیا۔ دوسرے صحابہ نے کہا: اے فلاں! کیا تو منافق ہو گیا ہے؟ اس نے جواباً کہا: اللہ کی قسم ایسا نہیں ہے، البتہ میں یہ قصہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گوش گزار ضرور کروں گا۔ چنانچہ اس نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو کر عرض کیا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم سارا دن اونٹوں کے ذریعے کھیت سیراب کرتے ہیں۔ معاذ نے آپ کے ساتھ عشا کی نماز پڑھی اور ہمارے پاس آ کر سورت بقرہ شروع کر دی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: معاذ!

کیا آپ لوگوں کو دین سے متنفر کرتے ہیں؟ فلاں فلاں سورت پڑھا کیجیے۔''

(صحیح البخاري : 700؛ صحیح مسلم : 465، واللّفظ لہٗ)

❁ امام ترمذی رحمہ اللہ (279ھ) اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

اَلْعَمَلُ عَلٰی هٰذَا عِنْدَ أَصْحَابِنَا الشَّافِعِيِّ، وَأَحْمَدَ، وَإِسْحَاقَ، قَالُوا : إِذَا أَمَّ الرَّجُلُ الْقَوْمَ فِي الْمَكْتُوبَةِ، وَقَدْ كَانَ صَلَّاهَا قَبْلَ ذٰلِكَ، أَنَّ صَلَاةَ مَنْ ائْتَمَّ بِهٖ جَائِزَةٌ، وَاحْتَجُّوا بِحَدِيثِ جَابِرٍ فِي قِصَّةِ مُعَاذٍ .

''ہمارے اصحاب (محدثین) کا اسی پر عمل ہے، جن میں امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور امام اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہم شامل ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ جب ایسا آدمی فرضوں میں لوگوں کی امامت کرے، جو خود اس سے پہلے وہی نماز پڑھ چکا ہو، تو اس کی اقتدا کرنے والوں کی نماز جائز ہے۔ انہوں نے معاذ رضی اللہ عنہ کے قصہ والی سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے دلیل لی ہے۔''

(سنن التّرمذي، تحت الحدیث : 583)

❁ علامہ سندھی حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

دَلَالَةُ هٰذَا الْحَدِيثِ عَلٰی جَوَازِ اقْتِدَاءِ الْمُفْتَرِضِ بِالْمُتَنَفِّلِ وَاضِحَةٌ، وَالْجَوَابُ عَنْهُ مُشْكِلٌ جِدًّا، وَأَجَابُوْا بِمَا لَا يَتِمُّ .

''یہ حدیث واضح دلالت کرتی ہے کہ متنفل کی اقتدا مفترض کے لئے جائز ہے، گو کہ ناقص جوابات اس کے احناف نے دیئے ہیں، لیکن اس کا جواب بہت ہی مشکل ہے۔''

(حاشية السندي على النسائي : 103/2)

❁ صحیح مسلم (465) میں واضح الفاظ ہیں، شکایت کرنے والے نے کہا:

إِنَّ مُعَاذًا صَلّٰى مَعَكَ الْعِشَاءَ، ثُمَّ أَتٰى فَافْتَتَحَ بِسُوْرَةِ الْبَقَرَةِ.

''سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے آپ کے ساتھ نماز عشاء ادا کی، پھر ہمارے ہاں آ کر سورت بقرہ شروع کر دی۔''

❁ سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ الفاظ بھی ہیں:

يُصَلِّي بِهِمْ تِلْكَ الصَّلَاةَ، هِيَ لَهٗ نَافِلَةٌ، وَلَهُمْ فَرِيْضَةٌ.

''سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ اپنی قوم کو وہی نماز پڑھاتے، جو ان کے لئے نفل ہوتی اور قوم کے لئے فرض۔''

(السّنن الكبرىٰ للبَيهقي : 86/3، الأم للشافعي : 173/1، سنن الدّارقطني : 374/1، شرح معاني الآثار للطّحاوي : 409/1، وسندهٗ صحيحٌ)

ابن جریج رحمہ اللہ نے سماع کی تصریح کی ہے۔ دوسرے راویوں کی طرف سے ان الفاظ کا عدم ذکر عدم وجود پر دلالت نہیں کرتا، ثقہ کی زیادت بالاتفاق مقبول ہے، کیوں کہ یہ ثقات کی مخالفت نہیں ہے۔

② سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أَقْبَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِذَاتِ الرِّقَاعِ ...... فَنُودِيَ بِالصَّلَاةِ، فَصَلّٰى بِطَائِفَةٍ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ تَأَخَّرُوا، وَصَلَّى بِالطَّائِفَةِ الْأُخْرٰى رَكْعَتَيْنِ، قَالَ : فَكَانَتْ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعُ رَكَعَاتٍ، وَلِلْقَوْمِ رَكْعَتَانِ.

''ہم رسول اکرم ﷺ کی معیت میں ذات الرقاع پہنچے۔......نماز کے لئے اذان کہی گئی۔ نبی کریم ﷺ نے ایک جماعت کو دو رکعت پڑھائیں، دو رکعت ادا کرنے کے بعد وہ پیچھے ہٹ گئے، اور دوسری جماعت آگے آئی، آپ ﷺ نے انہیں بھی دو رکعت پڑھائیں۔ یوں رسول اللہ ﷺ کی چار اور صحابہ کی دو دو رکعتیں ہوئیں۔''

(صحيح البخاري تعليقاً : 4136، صحيح مسلم موصولًا : 843)

❀ علامہ زیلعی حنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

عَلٰی کُلِّ حَالٍ، فَالْاِسْتِدْلَالُ عَلَی الْحَنْفِیَّةِ بِحَدِیثِ جَابِرٍ صَحِیْحٌ .

''بہرحال سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے احناف کے خلاف (متنفل کے پیچھے مفترض کی نماز کا) استدلال درست ہے۔'' (نصب الرّاية : 57/2)

❀ علامہ سندھی حنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

لَا یَخْفٰی أَنَّہٗ یَلْزَمُ فِیْہِ اقْتِدَاءُ الْمُفْتَرِضِ بِالْمُتَنَفِّلِ قَطْعًا، وَلَمْ أَرَ لَهُمْ عَنْهُ جَوَاباً شَافِیاً .

''اہل علم پر یہ بات مخفی نہیں کہ متنفل کی اقتدا میں مفترض کی نماز کا قطعی جواز اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے، احناف کے پاس اس کا کوئی شافی جواب نہیں۔''

(حاشية السّندي على النسائي : 178/3، 179)

الحاصل:

نفل پڑھنے والے امام کے پیچھے فرض نماز ادا کی جاسکتی ہے، تراویح بھی نفل ہے، لہٰذا ہے، نماز تراویح پڑھانے والے کی اقتدا میں نماز عشاء پڑھی جاسکتی ہے۔

(سوال): مقتدی نے امام کو قعدہ میں پایا، اب اسے معلوم نہیں کہ پہلا قعدہ ہے یا دوسرا، کس قعدہ کی نیت کرے؟

(جواب): مقتدی صرف اقتدا کی نیت کرے گا۔

(سوال): کیا نماز کی نیت میں دن کا معلوم ہونا بھی ضروری ہے؟

(جواب): نہیں، صرف نماز کی نیت کافی ہے۔ یہ معلوم ہونا ضروری نہیں کہ آج کون سا دن ہے، کون سا مہینہ ہے، کون سا سال ہے؟ وغیرہ۔ صرف دل میں یہ ارادہ ہو کہ فلاں نماز بطور امام یا مقتدی یا منفرد پڑھنے لگا ہوں۔

(سوال): اقتدا کی نیت سے نماز شروع کی، دوران نماز امام کو عارضہ لاحق ہوا، تو کیا مقتدی امام بن سکتا ہے؟

(جواب): اگر امام کو کوئی عارضہ لاحق ہو جائے اور وہ امامت جاری نہ رکھ سکے، تو کوئی مقتدی آگے ہو کر امامت کرا سکتا ہے، متعدد احادیث سے یہی معلوم ہوتا ہے، مثلاً؛

❀ سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے اذان کہی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (کہیں گئے ہوئے تھے، اس لیے) لیٹ ہوئے اور (نماز کے لیے) تشریف نہ لا سکے، تو بلال رضی اللہ عنہ نے اقامت کہہ دی اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ (نماز پڑھانے کے لیے) آگے ہو گئے، امامت شروع کی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم صفوں میں سے گزرتے ہوئے، پہلی صف میں کھڑے ہو گئے، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نماز میں ادھر ادھر متوجہ نہیں ہوا کرتے تھے، لوگوں نے تالیاں بجانا شروع کر دیں، جب تالیوں کی آواز سنی، تو اس طرف متوجہ ہوئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف

فرما ہیں، رسول اللہ ﷺ نے انہیں اسی جگہ کھڑا رہنے کا اشارہ کیا، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آسمان کی طرف سر اٹھایا اور الٹے پاؤں پیچھے ہٹ گئے۔ نبی کریم ﷺ آگے ہو گئے، نماز پوری کرنے کے بعد پوچھا : ابوبکر! نماز کی امامت جاری کیوں نہ رکھی؟ عرض کیا: اللہ تعالیٰ ابو قحافہ کے بیٹے کو اپنے نبی کریم ﷺ کے آگے (کھڑا) نہیں دیکھنا چاہتا۔''

(صحيح البخاري : 684، صحيح مسلم :421، المنتقى لابن الجارود :311)

یہ حدیث دلیل ہے کہ مقتدی دوران نماز امام بن سکتا ہے۔

سوال: ایک شخص ٹھہر ٹھہر کر نماز پڑھ رہا کہ اسے دل میں خیال آیا کہ وہ ریا کاری کر رہا ہے، کیا وہ نماز توڑ سکتا ہے؟

جواب: اگر نمازی کا مقصد ریا کاری نہیں ہے اور اسے دل میں ریا کاری کا خدشہ محسوس ہو، تو یہ شیطان کی طرف سے وسوسہ ہے، اسے چاہیے کہ تعوذ پڑھ کر تین مرتبہ بائیں طرف تھتکار دے، نیز مزید ایسے خیالات سے اجتناب کرے۔ شیطانی وساوس کی وجہ سے نماز ترک نہیں کرنی چاہیے، بلکہ تعوذ کے ذریعہ اللہ سے مدد مانگنی چاہیے اور اخلاص اور للّٰہیت سے نماز جاری رکھنی چاہیے۔ تمام نیکیوں کا یہی معاملہ ہے۔

❀ سیدنا عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے:

أَتَی النَّبِيَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ حَالَ بَيْنِي وَبَيْنَ صَلَاتِي وَقِرَائَتِي يَلْبِسُهَا عَلَيَّ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ذَاكَ شَيْطَانٌ يُقَالُ لَهُ خَنْزَبٌ، فَإِذَا أَحْسَسْتَهُ فَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْهُ، وَاتْفِلْ عَلٰی يَسَارِكَ ثَلَاثًا قَالَ :

فَفَعَلْتُ ذٰلِكَ فَأَذْهَبَهُ اللّٰهُ عَنِّي .

''آپ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے، عرض کیا: اللہ کے رسول! شیطان میری نماز اور قرأت میں حائل ہو جاتا ہے، وہ مجھے التباس کا شکار کر دیتا ہے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ شیطان ہے، اس کا نام ''خنزب'' ہے۔ (اے عثمان!) اگر آپ اسے محسوس کریں، تو تعوذ پڑھ کر بائیں طرف تین مرتبہ دھتکار دیں۔ (عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:) میں نے ایسا ہی کیا، تو اللہ تعالیٰ نے میری اس پریشانی کو دور کر دیا۔''

(صحيح مسلم : 2203)

سوال: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❀ سیدنا معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

غَزَوْتُ مَعَ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزْوَةَ كَذَا وَكَذَا، فَضَيَّقَ النَّاسُ الْمَنَازِلَ وَقَطَعُوا الطَّرِيقَ، فَبَعَثَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنَادِيًا يُنَادِي فِي النَّاسِ أَنَّ مَنْ ضَيَّقَ مَنْزِلًا أَوْ قَطَعَ طَرِيقًا فَلَا جِهَادَ لَهٗ .

''میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک غزوہ کیا، تو (کچھ) لوگوں نے خیمے لگانے میں تنگی پیدا کر دی اور راستے بند کر دے، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک منادی بھیجا کہ لوگوں میں یہ اعلان کر دے: ''جس نے خیمہ لگانے میں تنگی کر دی اور راستہ بند کر دیا، اس کا کوئی جہاد نہیں۔''

(سنن أبي داود : 2629)

(جواب): سند ضعیف ہے۔ سہل بن معاذ بن انس جمہور کے نزدیک ضعیف ہے۔

(سوال): جو ریاکاری کے لیے نماز پڑھے، اس کا کیا حکم ہے؟

(جواب): عمل کی قبولیت کے لیے بنیادی شرط اخلاص ہے، اخلاص کی ضد ریا ہے۔ جس عمل میں ریاکاری آجائے، وہ نہ صرف برباد ہو جاتا ہے، بلکہ وبال جان بھی بن جاتا ہے، ریاکار انسان روز قیامت سخت عذاب کا شکار ہوگا۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ أَوَّلَ النَّاسِ يُقْضٰى يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَيْهِ رَجُلٌ اسْتُشْهِدَ، فَأُتِيَ بِهٖ فَعَرَّفَهٗ نِعَمَهٗ فَعَرَفَهَا، قَالَ : فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا؟ قَالَ : قَاتَلْتُ فِيكَ حَتّٰى اسْتُشْهِدْتُ، قَالَ : كَذَبْتَ، وَلٰكِنَّكَ قَاتَلْتَ لِأَنْ يُّقَالَ : جَرِيءٌ، فَقَدْ قِيلَ، ثُمَّ أُمِرَ بِهٖ فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهٖ حَتّٰى أُلْقِيَ فِي النَّارِ، وَرَجُلٌ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ، وَعَلَّمَهٗ وَقَرَأَ الْقُرْآنَ، فَأُتِيَ بِهٖ فَعَرَّفَهٗ نِعَمَهٗ فَعَرَفَهَا، قَالَ : فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا؟ قَالَ : تَعَلَّمْتُ الْعِلْمَ، وَعَلَّمْتُهٗ وَقَرَأْتُ فِيكَ الْقُرْآنَ، قَالَ : كَذَبْتَ، وَلٰكِنَّكَ تَعَلَّمْتَ الْعِلْمَ لِيُقَالَ : عَالِمٌ، وَقَرَأْتَ الْقُرْآنَ لِيُقَالَ : هُوَ قَارِئٌ، فَقَدْ قِيلَ، ثُمَّ أُمِرَ بِهٖ فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهٖ حَتّٰى أُلْقِيَ فِي النَّارِ، وَرَجُلٌ وَسَّعَ اللّٰهُ عَلَيْهِ، وَأَعْطَاهُ مِنْ أَصْنَافِ الْمَالِ كُلِّهٖ، فَأُتِيَ بِهٖ فَعَرَّفَهٗ نِعَمَهٗ فَعَرَفَهَا، قَالَ : فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا؟ قَالَ : مَا تَرَكْتُ مِنْ سَبِيلٍ تُحِبُّ أَنْ يُنْفَقَ فِيهَا إِلَّا أَنْفَقْتُ

فِيهَا لَكَ، قَالَ : كَذَبْتَ، وَلٰكِنَّكَ فَعَلْتَ لِيُقَالَ : هُوَ جَوَادٌ، فَقَدْ قِيلَ، ثُمَّ أُمِرَ بِهٖ فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهٖ، ثُمَّ أُلْقِيَ فِي النَّارِ .

''روز قیامت لوگوں میں سب سے پہلے جس شخص کا حساب لیا جائے گا، وہ شہید ہوگا، اسے لایا جائے گا، تو اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمتیں یاد کرائے گا، وہ نعمتوں کا اقرار کرے گا، پھر اللہ سوال کرے گا: تو نے ان نعمتوں کا کیا کیا؟ کہے گا: (اے اللہ!) میں تیری خاطر قتال کرتا رہا، یہاں تک کہ مجھے شہید کر دیا گیا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو جھوٹ کہہ رہا ہے، تو نے تو اس لیے قتال کیا کہ تیری بہادری کے چرچے ہوں، تو وہ چرچے ہو چکے۔ پھر اس کے بارے میں حکم ہوگا اور اسے منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ دوسرا شخص وہ ہوگا، جس نے (دنیا میں) علم سیکھا، لوگوں کو سکھایا اور قرآن پڑھا، اسے لایا جائے گا، اللہ تعالیٰ اسے اپنے نعمتیں یاد کرائے گا، تو وہ نعمتوں کا اقرار کرے گا، اللہ پوچھے گا: ان نعمتوں کا کیا کیا؟ کہے گا: میں نے علم سیکھا، دوسروں کو سکھایا اور تیری خاطر قرآن پڑھا، تو اللہ کہے گا: تو جھوٹ بولتا ہے، تو نے تو اس لیے علم سیکھا کہ تجھے عالم کہا جائے اور اس لیے قرآن پڑھا کہ تجھے قاری کہا جائے، تو وہ سب کچھ (دنیا) میں کہہ دیا گیا۔ پھر اس شخص کے بارے میں بھی حکم ہوگا اور اسے منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم رسید کر دیا جائے گا۔ اور تیسرا شخص وہ ہوگا، جس پر اللہ تعالیٰ نے (دنیا میں) فراوانی کی اور اسے ہر طرح کے مال و دولت سے نوازا، اسے لایا جائے گا، تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے نعمتوں یاد کرائے گا، وہ ان نعمتوں کا اقرار کرے گا، اللہ پوچھے گا: ان نعمتوں کا کیا کیا؟ کہے گا: (اللہ!) تو

جس جگہ بھی مال خرچ کرنے کو پسند کرتا ہے، میں نے ہر اس جگہ میں تیری خاطر مال خرچ کیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو جھوٹ کہہ رہا ہے، تو نے تو ایسا اس لیے کیا کہ تجھے بہت بڑا سخی کہا جائے، سو وہ (دنیا میں) کہہ دیا گیا۔ پھر اس کے متعلق حکم ہوگا اور اسے منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔''

(صحيح مسلم : 1905)

❁ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِمَا هُوَ أَخْوَفُ عَلَيْكُمْ مِنَ الْمَسِيحِ عِنْدِي قَالَ : قُلْنَا : بَلٰى، قَالَ : الشِّرْكُ الْخَفِيُّ؛ أَنْ يَقُومَ الرَّجُلُ يَعْمَلُ لِمَكَانِ رَجُلٍ .

''کیا میں آپ کو مسیح دجال سے بڑے خطرے کے بارے میں نہ بتاؤں؟ ہم نے کہا: کیوں نہیں۔ فرمایا: وہ خطرہ شرک خفی ہے، یعنی آدمی دکھاوے کی غرض سے عمل کرے۔''

(مسند الإمام أحمد : 30/3، سنن ابن ماجه : 4204، وسندهٗ حسنٌ)

❁ اس حدیث کو امام حاکم رحمہ اللہ (٧٩٣٦) نے ''صحیح الاسناد'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔

❁ حافظ بوصیری رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''حسن'' کہا ہے۔

(مِصباح الزُّجاجة : 237/4)

(سوال): کیا تکبیر تحریمہ کے بغیر نماز صحیح ہے؟

(جواب): تکبیر تحریمہ کے بغیر نماز نہیں۔ تکبیر تحریمہ نماز کے لیے شرط ہے۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ فَكَبِّرْ .

''جب آپ نماز کے لیے کھڑے ہوں، تو اللہ اکبر کہیں۔''

(صحيح البخاري : 757، صحيح مسلم : 397)

❁ علامہ خطابی رحمہ اللہ (۳۸۸ھ) فرماتے ہیں:

أَمْرٌ مِنْهُ بِأَنْ يَفْتَتِحَ صَلَاتَهُ بِالتَّكْبِيرِ وَأَمْرُهُ عَلَى الْوُجُوبِ .

''نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ نماز کا آغاز اللہ اکبر سے کرے۔ یہ حکم وجوبی ہے۔''

(أعلام الحديث :1/496)

سوال: کیا نماز جنازہ میں بھی تکبیر تحریمہ شرط ہے؟

جواب: نماز جنازہ بھی نماز ہے، لہٰذا اس میں بھی تکبیر تحریمہ کہنا شرط ہے۔

سوال: کیا تکبیر تحریمہ میں اللہ تعالیٰ کا کوئی بھی نام ذکر کیا جا سکتا ہے؟

جواب: تکبیر تحریمہ میں صرف ''اللہ اکبر'' کہا جائے گا، دوسرا کوئی لفظ کہہ کر نماز میں داخل نہیں ہوا جا سکتا۔

❁ سیدنا ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ، اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ، وَرَفَعَ يَدَيْهِ، وَقَالَ : اللّٰهُ أَكْبَرُ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے، تو قبلہ رُخ ہوتے، رفع الیدین کرتے اور اللہ اکبر کہتے تھے۔''

(سنن ابن ماجه : 803، وسندهٗ حسنٌ)

امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۵۸۷) اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (۱۸۶۵) نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

❁ امام عبدالرحمٰن بن مہدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَوِ افْتَتَحَ الرَّجُلُ الصَّلَاةَ بِسَبْعِينَ اسْمًا مِنْ أَسْمَاءِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَلَمْ يُكَبِّرْ لَمْ يُجْزِهِ.

''اگر کوئی شخص نماز کو اللہ تعالیٰ کے ستر ناموں سے بھی شروع کرے، مگر اللہ اکبر نہ کہے، تو اسے کفایت نہیں کرے گا۔''

(سنن التّرمذي، تحت الحديث : 238، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ علامہ ابوالعباس قرطبی رحمہ اللہ (۶۵۶ ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ يُرْوَ عَنْهُ قَطُّ أَنَّهٗ قَالَ فِي التَّكْبِيرِ وَلَا فِي التَّسْلِيمِ غَيْرَ لَفْظَيْنِ مُعَيَّنَيْنِ وَهُمَا : اَللّٰهُ أَكْبَرُ، وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ.

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا قطعاً ثابت نہیں کہ آپ نے تکبیر تحریمہ یا سلام میں ان معین الفاظ کے علاوہ کوئی لفظ ادا کیا ہو، یہ الفاظ اللہ اکبر اور السلام علیکم ہیں۔''

(المُفهِم لما أشكل من تلخيص كتاب مسلم : 22/2)

سوال: اگر کوئی چار رکعت والی نماز کو بھول کر پانچ رکعت پڑھ لے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: اسے چاہیے کہ آخر میں سجدہ سہو کر لے، اللہ تعالیٰ اس کی زائد رکعت اور دو سجدوں کو دو نفل کے برابر بنا دے گا اور اس کے چار رکعت فرض ادا ہو جائیں گے۔

سوال: حدیث مسیء الصلاۃ سے کیا مراد ہے؟

جواب: حدیث مسیء الصلاۃ ملاحظہ ہو:

❁ سیدنا رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، ایک شخص مسجد میں داخل ہوا، اس

نے نماز پڑھی، جب نماز پوری ہوئی، تو آپ کے پاس آیا اور آپ سمیت سب لوگوں کو سلام کہا، رسول اللہ ﷺ نے اسے جواب دیا اور فرمایا: واپس جا کر نماز پڑھیں، کیوں کہ آپ نے نماز نہیں پڑھی۔ صحابی کہتے ہیں کہ اس نے واپس جا کر نماز پڑھی، تو ہم اس کی نماز کو دیکھنے لگے، ہمیں نہیں پتہ تھا کہ اس کی نماز میں کیا نقص ہے؟ جب نماز پوری ہوئی، تو آپ کے پاس آیا اور آپ سمیت سب لوگوں کو سلام کہا، رسول اللہ ﷺ نے اسے جواب دیا اور فرمایا: واپس جا کر دوبارہ نماز پڑھیں، کیوں کہ آپ نے نماز نہیں پڑھی۔ دو یا تین مرتبہ آپ ﷺ نے اسی طرح فرمایا، تو اس آدمی نے کہا: مجھے معلوم نہیں کہ آپ میری نماز میں کیا نقص پاتے ہیں؟ فرمایا: اس وقت تک کسی شخص کی نماز مکمل نہیں ہوتی، جب تک اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق اچھی طرح وضو نہ کر لے، اسے چاہیے کہ اپنا چہرہ اور دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت دھوئے، سر کا مسح کرے اور ٹخنوں سمیت دونوں پاؤں دھوئے، پھر تکبیر کہے، اللہ کی حمد وثنا اور بزرگی بیان کرے، پھر جس قدر ہو سکے، اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق قرآن کی تلاوت کرے، پھر تکبیر کہہ کر رکوع کرے اور اپنی ہتھیلیاں گھٹنوں پر رکھے، یہاں تک کہ جوڑ اپنی جگہ پر پہنچ جائیں، پھر سمع اللہ لمن حمدہ کہہ کر سیدھا کھڑا ہو جائے، یہاں تک کہ ہر ہڈی اپنی جگہ پر آ جائے اور کمر سیدھی ہو جائے، پھر تکبیر کہہ کر سجدہ کرے، تو اپنی پیشانی اچھی طرح زمین پر لگائے (ہمام رحمہ اللہ کہتے ہیں: بعض اوقات پیشانی کی جگہ چہرے کا ذکر کیا ہے) یہاں تک کہ جوڑ اپنی جگہ پہنچ جائیں، پھر تکبیر کہہ کر سر اٹھائے اور اپنی

سرین پر سیدھا بیٹھ جائے اور اپنی کمر کو سیدھا کر لے، آپ نے پوری نماز اسی طرح بیان کی، یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہو گئے، پھر فرمایا: اس وقت تک کسی کی نماز پوری نہیں ہوتی، جب تک اس طرح نماز نہ پڑھے۔''

(مسند الإمام أحمد : 340/4، سنن أبي داوٗد : 858، سنن النّسائي : 1137، سنن ابن ماجه : 460، المنتقى لابن الجارود : 194، واللّفظ لهٗ، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث امام ترمذی رحمہ اللہ (۳۰۲) نے ''حسن''، امام ابن الجارود رحمہ اللہ، امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۵۸۵) اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (۱۷۸۷) نے ''صحیح'' قرار دیا ہے، امام حاکم رحمہ اللہ (۱/۲۴۱، ۲۴۲) نے امام بخاری رحمہ اللہ اور امام مسلم رحمہ اللہ کی شرط پر ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

❁ **علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:**

إِسْنَادُهٗ صَحِيحٌ عَلٰى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ .

''اس کی سند بخاری کی شرط پر صحیح ہے۔''

(نُخَب الأفكار :309/1)

❁ **یہ حدیث سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی مختصر مروی ہے۔**

(صحيح البخاري : 757، صحيح مسلم : 397)

سوال: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❁ **سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:**

مِنْ سُنَّةِ الصَّلَاةِ وَضْعُ الْيَمِينِ عَلَى الشِّمَالِ تَحْتَ السُّرَّةِ .

''ناف کے نیچے دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھنا سنت ہے۔''

(زوائد مسند الإمام أحمد : 110/1، سنن أبي داود : 756، سنن الدارقطني :

286/1، السنن الكبرىٰ للبيهقي : 31/2، مصنف ابن أبي شيبة : 391/1)

جواب: یہ حدیث ضعیف ہے۔ اس میں عبد الرحمٰن بن اسحاق کوفی، واسطی جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''ضعیف'' کہا ہے۔

(تقریب التهذیب : 198، فتح الباري : 523/13)

❀ علامہ انور شاہ کشمیری صاحب کہتے ہیں:

هُوَ مُتَّفَقٌ عَلٰى ضَعْفِهٖ .

''اس (ابوشیبہ عبد الرحمٰن بن اسحاق واسطی) کے ضعیف ہونے پر اتفاق ہے۔''

(العَرف الشّذي : 76/1، 78، 156)

❀ علامہ نیموی حنفی صاحب نے بھی اسے ''ضعیف'' کہا ہے۔

(التعليق الحسن، ص 91)

❀ اس حدیث کے متعلق حافظ نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ضَعِيفٌ مُّتَّفَقٌ عَلٰى تَضْعِيفِهٖ .

''یہ حدیث بالاتفاق ضعیف ہے۔''

(شرح النووي : 115/4)

❀ علامہ زیلعی حنفی، حافظ نووی رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

هُوَ حَدِيثٌ مُّتَّفَقٌ عَلٰى تَضْعِيفِهٖ، فَإِنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ إِسْحَاقَ ضَعِيفٌ بِالْإِتِّفَاقِ .

''یہ حدیث بالاتفاق ضعیف ہے، اس کا راوی عبد الرحمٰن بن اسحاق بھی

بالاتفاق ضعیف ہے۔''

(نصب الراية :314/1، خلاصة الأحكام للنووي :255/1، شرح النووي :173/1)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو''ضعیف'' بھی کہا ہے۔

(فتح الباري : 224/2)

❁ علامہ انور شاہ کشمیری صاحب نے بھی اس کی سند کو''ضعیف'' کہا ہے۔

(العرف الشذي :68/1)

سوال: روایت: مَنْ كَانَ لَهٗ إِمَامٌ فَقِرَاءَ ةُ الْإِمَامِ لَهٗ قِرَاءَ ةٌ (جو امام کی اقتدا میں ہو، تو امام کی قرأت مقتدی کو کافی ہے۔) کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

جواب: روایت: مَنْ كَانَ لَهٗ إِمَامٌ فَقِرَاءَ ةُ الْإِمَامِ لَهٗ قِرَاءَ ةٌ (جو امام کی اقتدا میں ہو، تو امام کی قرأت مقتدی کو کافی ہے۔) کی بہت ساری سندیں ہیں، سب ضعیف ہیں، متعدد اہل علم نے اس حدیث کو''ضعیف'' قرار دیا ہے، ملاحظہ ہوں:

① امام بخاری رحمہ اللہ (۲۵۶ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا خَبَرٌ لَمْ يَثْبُتْ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَهْلِ الْحِجَازِ وَأَهْلِ الْعِرَاقِ وَغَيْرِهِمْ لِإِرْسَالِهٖ وَانْقِطَاعِهٖ.

''یہ حدیث حجاز اور عراق وغیرہ کے اہل علم کے ہاں ثابت نہیں، کیونکہ یہ مرسل اور منقطع روایت ہے۔''

(جزء القراءة، ص 8)

② امام دارقطنی رحمہ اللہ نے اس روایت کو بے اصل قرار دیا ہے۔

(العِلَل :3221)

۞ نیز فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ مُنْكَرٌ .

''یہ حدیث منکر ہے۔''

(سنن الدّارقطني :1501)

③ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ (۴۵۶ھ) نے اس روایت کو 'ساقط' قرار دیا ہے۔

(المحلّٰی بالآثار : 273/2)

④ حافظ بیہقی رحمہ اللہ (۴۵۸ھ) نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے۔

(القراء ة خلف الإمام : 346)

⑤ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ (۵۹۷ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ لَّا يَصِحُّ ...... وَلِهٰذَا الْحَدِيثِ طُرُقٌ ...... لَيْسَ فِيهَا مَا يَثْبُتُ .

''یہ حدیث ثابت نہیں۔......اس کی کئی سندیں ہیں۔......ان میں کوئی بھی ثابت نہیں۔''(العِلَل المُتناهية :431/1)

⑥ حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۷۶ھ) نے اسے ''ضعیف'' کہا ہے۔

(خلاصة الأحكام :377/1)

⑦ حافظ ذہبی رحمہ اللہ (۷۴۸ھ) لکھتے ہیں:

اَلْجَمِيعُ مِنَ الدَّارَقُطَنِيِّ وَاهِيَةٌ .

''امام دارقطنی رحمہ اللہ کی ذکر کردہ اس حدیث کی تمام سندیں ضعیف ہیں۔''

(تَنقيح التّحقيق :155/1)

⑧ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) نے اس حدیث کو ''ضعیف'' کہا ہے۔

(إعلام المؤقعين : 235/2)

⑨ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ مِنْ طُرُقٍ، وَلَا يَصِحُّ شَيْءٌ مِّنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''یہ حدیث کئی سندوں سے مروی ہے، لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی بھی ثابت نہیں۔''

(تفسير ابن كثير :109/1، ت سلامة)

⑩ علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ (۷۹۲ھ) لکھتے ہیں:

مِنْ طُرُقٍ، كُلُّهَا ضِعَافٌ .

''اس حدیث کی کئی سندیں ہیں، سب ضعیف ہیں۔''

(التّنبيه على مُشكِلات الهِداية : 592/2)

⑪ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

حَدِيثٌ ضَعِيفٌ عِنْدَ الْحُفَّاظِ .

''یہ حدیث محدثین کے ہاں ضعیف ہے۔''

(فتح الباري : 242/2)

❀ نیز فرماتے ہیں:

لَهٗ طُرُقٌ عَنْ جَمَاعَةٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ وَكُلُّهَا مَعْلُولَةٌ .

''اس حدیث کی کئی سندیں صحابہ کی ایک جماعت سے مروی ہے، ساری کی ساری معلول (ضعیف) ہیں۔''

(التّلخيص الحَبير :569/1)

⑫ علامہ مناوی رحمہ اللہ (۱۰۳۱ھ) فرماتے ہیں:

اَلْحَدِيثُ ضَعِيفٌ مِنْ سَائِرِ طُرُقِهِ .

''یہ حدیث تمام سندوں سے ضعیف ہے۔''

(فيض القدير : 208/6)

⑬ علامہ سندھی حنفی رحمہ اللہ (۱۱۳۸ھ) نے اس حدیث کو ''ضعیف'' کہا ہے۔

(حاشية السّندهي على سنن ابن ماجه :278/1)

⑭ امیر صنعانی رحمہ اللہ (۱۱۸۲ھ) نے اس روایت کو ''ضعیف'' کہا ہے۔

(التنوير شرح الجامع الصّغير : 370/10)

سوال: تارک نماز کے بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا فتویٰ کیا ہے؟

جواب: سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے زخمی حالت میں فرمایا:

لَا حَظَّ فِي الْإِسْلَامِ لِمَنَ تَرَكَ الصَّلَاةَ .

''تارک نماز کا اسلام سے کوئی واسطہ نہیں۔''

(موطا الإمام مالك :39/1، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَنْ لَّمْ يُصَلِّ فَلَا دِينَ لَهٗ .

''جو نماز نہیں پڑھتا، اس کا دین نہیں۔''

(المُعجم الكبير للطّبراني : 191/9، ح : 8942، سندهٗ حسنٌ)

❁ سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لَا إِيمَانَ لِمَنْ لَا صَلَاةَ لَهٗ .

''جو نماز نہیں پڑھتا، اس کا ایمان نہیں۔''

(السُّنّة للخلّال : 1384، تعظيم قدر الصّلاة للمَروزي : 945، سندهٗ حسنٌ)

❀ عبداللہ بن شقیق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سوائے نماز کے کسی عمل کا ترک کفر نہیں جانتے تھے۔

(سنن التّرمذي : 2622، وسندهٗ صحيحٌ)